© rasailojaraid.com

ابو عمار زاہد الراشدی

جمعیتہ کے ساتھ متحرک وابستگی کے دور کی تکمیل اور آئندہ کے عزائم اور پروگرام

گذشتہ سال جولائی کے دوران جب میں لندن پہنچا تو آتے ہی جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے قائم مقام امیر حضرت مولانا محمد اجمل خان مدظلہ کی خدمت میں عریضہ ارسال کر دیا تھا کہ جمعیتہ میں اب کوئی متحرک کردار ادا کرنا میرے لیے مشکل ہوگا اس لیے مجھے مرکزی ناظم انتخابات کے منصب سے فوری طور پر سبکدوش سمجھا جائے اور نومبر میں ہونے والے جماعتی انتخابات میں سیکرٹری اطلاعات یا کسی اور منصب کے لیے میرا انتخاب نہ کیا جائے میرے لیے اسے قبول کرنا مشکل ہوگا اس کے بعد مولانا محمد اجمل خان صاحب اگست کے دوران برمنگھم میں مدرسہ قاسم العلوم کی سالانہ سیرت کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے ازراہ شفقت متعدد ملاقاتوں میں مجھے اس فیصلہ پر نظر ثانی کے لیے فرمایا بعض ملاقاتوں میں حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری زید لطفہم بھی شریک تھے لیکن دونوں حضرات کے دلی احترام کے باوجود خود کو اس فیصلہ پر نظر ثانی کے لیے آمادہ نہ کر سکا اور معذرت کر دی گذشتہ دنوں اخباری اطلاعات کے ذریعہ معلوم ہوا کہ جمعیتہ علماء اسلام کے انتخابات ہوگئے ہیں اور میرے ایک محترم دوست اور دیرینہ ساتھی مولانا عبدالرزاق عزیز نے سیکرٹری اطلاعات کا منصب سنبھال لیا ہے اس پر اطمینان ہوا کہ میری گذارش قبول کر لی گئی ہے چنانچہ مولانا موصوف کو مبارک باد کا خط ارسال کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے ساتھ میرے متحرک اور عملی تعلق کا وہ دور مکمل ہوگیا ہے جس کا عرصہ تیس سال پر محیط ہے۔

میں نے ۱۹۶۲ء میں جمعیتہ علماء السلام پاکستان کی رکنیت اختیار کی تھی بلکہ اپنے آبائی قصبہ گکھڑ میں ممبر شپ کی مہم میں شریک ہو کر متحرک جماعتی زندگی کا آغاز کیا تھا اس کے بعد گوجرانوالہ شہر کے سیکرٹری اطلاعات' ضلع کے سیکرٹری اطلاعات' لاہور ڈویژن کے ناظم اور صوبائی سیکرٹری اطلاعات کی حیثیت سے اپنی بساط کے مطابق کام کرتا رہا اور ۷۵ء میں مجھے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قدس سرہ العزیز کی تجویز و تحریک پر مرکزی سیکرٹری اطلاعات کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

اس دوران پاکستان قومی اتحاد کی دستور کمیٹی' منشور کمیٹی اور پارلیمانی بورڈ میں جمعیتہ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نمائندگی کے علاوہ قومی اتحاد کے صوبائی سیکرٹری جنرل کے طور پر کم و بیش دو سال کام کرنے کا موقع ملا، مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں جمعیۃ کی نمائندگی کا شرف حاصل ہوا، اسلامی جمہوری اتحاد کی منشور کمیٹی اور دستور کمیٹی میں جمعیۃ کی نمائندگی اور صوبائی نائب صدر کی حیثیت سے ذمہ داری حصہ میں آئی اور متحدہ شریعت محاذ میں بھی جمعیۃ کی طرف سے سیکرٹری اطلاعات کی ذمہ داری قبول کی اس عرصہ میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان متعدد بار شکست و ریخت کا شکار ہوئی اور مختلف دھڑے بنے لیکن میرا تعلق ہر دور میں اسی جمعیۃ کے ساتھ رہا جس کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم چلے آرہے ہیں اور اب بھی ابتدائی رکن کے طور پر اسی جمعیۃ سے وابستہ ہوں درمیان میں چند روز اس کیفیت میں گذرے ہیں کہ جمعیۃ کے دو دھڑوں میں مصالحت کے موقع پر دوسرے دھڑے کی طرف سے حضرت درخواستی مدظلہ کو بطور امیر قبول کرنے سے انکار کے باعث خود حضرت درخواستی مدظلہ کے ارشاد پر حضرت مولانا عبیداللہ انور قدس اللہ سرہ العزیز کو امیر منتخب کر لیا گیا لیکن یہ صورت حال زیادہ دن قائم نہ رہ سکی اور حضرت درخواستی مدظلہ کی امارت میں جمعیۃ کی سابقہ پوزیشن بحال ہوگئی اس چند روزہ مدت کے سوا جمعیۃ کے ساتھ میری وابستگی حضرت درخواستی مدظلہ العالی کی زیر امارت ہی تسلسل کے ساتھ رہی ہے اور اللہ تعالیٰ حضرت الامیر مدظلہ کو صحت و عافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھیں ان کی زندگی تک اس تسلسل کو بہرحال قائم رکھنے کا ارادہ ہے انشاء اللہ العزیز۔

متحرک جماعتی زندگی سے کنارہ کشی کے اسباب کیا ہیں؟ اور تیس سالہ متحرک جماعتی کردار کے دوران میرے مشاہدات و تجربات کے مجموعی تاثرات کیا ہیں؟ بعض دوستوں کی خواہش ہے کہ میں اس پر کچھ لکھوں مجھے لکھنے سے انکار نہیں ہے اور اس حوالہ سے بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے بلکہ بعض باتیں تو ایسی ہیں کہ

ع بتکدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری

لیکن میرا خیال ہے کہ ابھی اس کا وقت نہیں ہے وقت آیا اور اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو یادوں اور رازوں کے اس فریزر کا دروازہ ضرور کھلے گا۔

سردست صرف یہ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرے اس فیصلہ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میں ملک کی موجودہ دینی سیاست کے طریق کار اور عمل سے مطمئن نہیں ہوں اور اس میں اصلاح کے بظاہر کوئی آثار بھی نہیں دیکھتا موجودہ دینی سیاست کی خرابیوں اور اس پر عدم اطمینان کے چند پہلو بہت زیادہ قابل توجہ ہیں۔

ایک یہ کہ پاکستان کی مذہبی سیاست کا بیشتر حصہ تہران، طرابلس اور ریاض کی لابیوں کا شکار ہو چکا ہے اور اسلام کے نفاذ اور غلبہ کی مخلصانہ جدوجہد ثانوی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔

دوسرا یہ کہ قیادت اور چودھراہٹ کے میدان میں نفسا نفسی کی دوڑ جاری ہے اور کوئی شخص وسیع تر دینی مفادات کی خاطر اجتماعی قیادت فراہم کرنے کے لیے اپنے مزعومہ مقام سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک انچ پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

تیسرا یہ کہ دینی قیادت کے ایک بڑے حصے کو سیکولر سیاست کے ہتھکنڈوں، طریق واردات اور مسلسل پیش قدمی کا سرے سے ادراک نہیں ہے اور ستم بالائے ستم کہ اس عدم ادراک کا بھی کسی درجہ میں کوئی احساس نہیں ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مذہبی سیاسی جماعتیں سیکولر سیاسی جماعتوں کے ہاتھوں میں فٹ بال بنی ہوئی ہیں۔

چوتھا یہ کہ اسلامی نظام کے نفاذ کی صورت میں اسے چلانے اور سنبھالنے کے لیے دینی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور رجال کار کی فراہمی کی طرف کوئی دھیان نہیں ہے اور جدوجہد کے لیے کارکنوں کی فکری اور نظریاتی تربیت کا فقدان ہے چنانچہ طویل غور و خوض کے بعد میں نے تیس سالہ تجربات کی روشنی میں اپنی تمام تر توجہات اور تگ و دو کا ہدف آخرالذکر نکتہ کو بنانے کا فیصلہ کیا ہے گوجرانوالہ میں شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے قیام کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ نئی نسل میں تعلیم و تربیت کے لحاظ سے ایسی کھیپ تیار کی جائے جو ملک میں اسلامی معاشرہ کے فروغ اور موجودہ نظام کی تبدیلی کا موثر ذریعہ بن سکے اسی طرح اسلامائزیشن کے فکری کام، نفاذ اسلام کی جدوجہد کے لیے کارکنوں کی تربیت اور عالم اسلام کی دینی تحریکات کے درمیان مشاورت و اشتراک کے اہتمام کے لیے لندن میں "ورلڈ اسلامک فورم" کی تشکیل کی گئی ہے اور میں پورے شرح صدر اور اطمینان کے ساتھ اپنی بقیہ زندگی کو "شاہ ولی اللہ یونیورسٹی" اور "ورلڈ اسلامک فورم" کے لیے وقف کر دینے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔

ملک بھر میں جمعیتہ علماء اسلام کے احباب کے ساتھ پہلے کی طرح کا رابطہ یقیناً اب باقی نہیں رہ سکے گا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں جمعیتہ سے یا اس کے مشن سے ہٹ گیا ہوں بلکہ یوں سمجھئے کہ اسی محاذ جنگ پر میں نے اپنا مورچہ تبدیل کیا ہے اور اپنے لیے زیادہ مشکل اور صبر آزما مورچہ کا انتخاب کیا ہے اللہ پاک استقامت نصیب فرمائیں آمین۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں "شاہ ولی اللہ یونیورسٹی" اور "ورلڈ اسلامک فورم" کا نہ تو عملی اور جماعتی سیاست کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق ہے اور نہ ہی کسی مخصوص جماعت یا مکتب فکر کے ساتھ ان کی وابستگی ہے شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کا میدان خالصتاً تعلیمی اور "ورلڈ اسلامک فورم" کا میدان صرف فکری اور نظریاتی ہے اور ہم حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات کی روشنی میں ان تمام طبقوں، جماعتوں اور حلقوں کی یکساں طور پر خدمت کریں گے جو مسلم معاشرہ میں اسلامی احکام و تعلیمات کی عملداری کے خواہشمند ہیں انشاء اللہ العزیز۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مخلصانہ دعاء ہے کہ اللہ پاک ہمیں اس مشن اور عہد دونوں کی تکمیل کی توفیق سے نوازیں "آمین یا اللہ العالمین"۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محمد اسلم رانا۔ ایڈیٹر المذاہب لاہور

عہد عتیق میں ردوبدل

کتاب پیدائش

۱۔ جیمز اول شاہ انگلستان نے ۱۶۱۱ء میں انگریزی زبان میں بائبل کا ایک نہایت عمدہ ترجمہ کرایا تھا۔ اسے ''آتھورائزڈ ورشن'' بھی کہتے ہیں۔ اس ترجمہ میں کتاب پیدائش کا باب ۳، درس ۵ یوں ہے:

''اور تم دیوتاؤں کے مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے''۔ موجودہ اردو ترجمہ ۱۹۳۰ء میں کیا گیا تھا۔ اسکے نظرثانی شدہ ایڈیشن ۱۹۷۴ء میں اس درس کے الفاظ یہ ہیں:

''اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے''۔ (دیوتاؤں کو خدا سے بدل دیا)

۲۔ کتاب پیدائش کے ساتویں۔ آٹھویں اور نویں ابواب میں مشہور زمانہ طوفان نوح اور اس کے خاتمہ کا ذکر ہے۔ باب ۹ کے دروس ۱۸، ۱۹ یوں ہیں۔ ''نوح کے بیٹے جو کشتی سے نکلے۔ سم۔ حام اور یافث تھے۔ اور حام کنعان کا باپ تھا۔ یہی تینوں نوحؑ کے بیٹے تھے۔ اور ان ہی کی نسل ساری زمین پر پھیلی''۔

اس کے بعد نوحؑ کی شراب نوشی کا بیان ہے۔ بائبل کے مشہور و معروف مفسر پادری ڈملو بتاتے ہیں کہ دروس ۱۸، ۱۹ طوفان والے بیان اور شراب نوشی کے قصہ میں تعلق پیدا کرنے کے لئے زائد کئے گئے تھے۔ یہ بیان دو دستاویزات سے تیار کیا گیا تھا۔ ایک دستاویز PRIMITIVE کے مطابق نوحؑ کے بیٹے دراصل سم، یافث اور کنعان تھے۔ دوسرے ریکارڈ PRIESTLY میں نوحؑ کے بیٹے سم، حام اور یافث بتائے گئے ہیں (صفحہ ۱۶ کالم ۱) انسائیکلوپیڈیا کا بیان مطالعہ فرمائیں:۔

معلوم یوں ہوتا ہے کہ اس بیان کے ہیرو کا اصل نام نوحؑ نہیں تھا۔ بلکہ حنوک تھا۔ عبرانی لفظ میں آخری عبرانی حرف مٹ گیا اور حروف کی ترتیب بدل گئی۔ اصلاح و ترمیم کی دوسری وجوہات شائد سہولت کی خاطر، شومئی قسمت سے طوفان کا ہیرو اور شراب کا موجد (جو ایسے لوگوں سے متعلق ہے جہاں طوفان نہیں آیا تھا) متحد کر دیئے گئے''۔ (انسائیکلو پیڈیا .بلکا، کالم ۳۴۲۶)

۳۔ ابراہام نے مصر میں جا کر اپنی خوبصورت بیوی ساری کو بہن بتایا اگر وہ سچ بولتا تو قتل کر دیا جاتا (تفصیلات پیدائش باب ۲۰)

اسی طرح ابراہام نے جرار کے بادشاہ ابی ملک کے سامنے بھی اپنی بیوی ساری کو بہن بتایا

© rasailojaraid.com